اللہ یجتبی الیہ من یشاء و یہدی الیہ من ینیب

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ صدق مقالہ مشتمل بر تنقیح و توضیح مسئلہ ابن اللہ و کفارہ و تثلیث الموسوم

مصباح بشیر

مصنفہ ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ مولانا مولوی محمد بشیر الدین صاحب بماہ شعبان سنہ ۱۳۱۱ ہجری

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ الْمَبْعُوْثِ اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِهِ الْاَطْهَارِ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْیَارِ اما بعد ذرہ بیمقدار اُمیدوار مغفرت پروردگار **محمد بشیر الدین خان** بن مولوی **محمد محی الدین خان** دہلوی سترعیوبہما وغفر ذنوبہما الرحمٰن بیچ خدمت بزرگان دین اور برادران مخلصین کے عرض کرتا ہے جبکہ میں نے دیکھا کہ اکثر بھائی ہمارے اہل اسلام میں سے از روئے عدم واقفیت اناجیل وغیرہ کے اہل کتاب کے جواب میں عاجز ہو جاتے ہیں لہذا واسطے رفع عجز اُنکے چند مسائل کتب رد نصاریٰ مثل تشخیص المقال وغیرہ میں سے انتخاب کرکے نام اسکا **صمصام البشیر** رکھا اب ناظرین باریک بیں سے اُمید ہے کہ ان اوراق کو باحسن وجہ مطالعہ فرمائیں جس جگہ سہو یا غلطی پاویں قلم صلاح سے بنائیں۔ اور یہ کتاب تین باب پر تقسیم کی گئی ۔

باب اول اس بیان میں کہ مسئلہ فدیہ اور کفارہ کا حق یا باطل ہے

عقیدہ علمار محمدی

معلوم کرنا چاہئے کہ اہل اسلام یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ خداوند تعالی رحیم ہے اپنے فضل اور رحمت کاملہ سے جس گنہگار مومن کے چاہے گناہ بخشے اور توبہ منظور کرے پس اگر گناہ پر عذاب دے تو عین عدل ہے۔ اور جو موحدین اور مصدقین رسولوں کے گناہ بخشے تو

عین اُسکی رحمت ہے۔ لیکن شرک اور تکذیب نبی صادق کی ہرگز نہیں بخشیگا بلکہ بباعث ان دونوں گناہ کے ہمیشہ عذاب جہنم میں رہے گا۔ اور علماء مسیحی اگرچہ اللہ کی رحمت اور توبہ کو بظاہر مسلم رکھتے ہیں لیکن ایسی تقریر بیان کرتے ہیں کہ بالکل برخلاف تسلیم اور غلط ہو جاتی ہے۔

عقیدہ علماء مسیحی ۔ توضیح تقریر عـــہ علماء مسیحی کی یہ ہے کہ کوئی بشر کیا نبی کیا غیر نبی گناہ سے خالی نہیں اور اللہ تعالیٰ عادل ہے بغیر بدلے کے نہ چھوڑیگا اور گناہ باعث غضب ابدی کا ہے۔ اگر کوئی شخص نجات دہندہ نہو تو دایما انسان پر عتاب الٰہی رہے اور ہر آدمی ہلاکت ابدی میں رہے۔ پس لابد ہوا کہ کوئی انسان کے گناہوں کا کفارہ عـــہ ہووے تا کہ انسان ہلاکت دائمی سے رہائی پاوے اور ضرور ہے کہ وہ فدیہ و کفارہ اس قسم کا ہو کہ خدا عادل قبول کرے اور تمام گنہگاروں کی نجات اور مخلصی کو کافی ہوا اور ایسا کفارہ اور منجی واجب ہے کہ قسم آدم زاد سے نہو اسواسطے کہ تمام آدمی عاصی ہیں اور عاصی عاصی کو رہائی کروا نہیں سکتا بلکہ ضرور ہے کہ وہ منجی بیگناہ اور معصوم اور کامل اور مقدس ہو اور آدمیوں سے از روئے درجہ کے بلند تر ہو۔ پس اللہ نے اپنے بیٹے کو عاصیوں کی رہائی اور نجات کے واسطے ظاہر کیا اور وہ مجسم ہوا اور مخلوق کے پاس آیا اور اُسنے سب کے گناہ اپنی جان پر اُٹھائے اور عاصیوں میں شمار ہو کر تمام کے عوض گناہوں کی سزا آپ پائی اور سولی پر چڑھا اور مدفون ہوا اور جہنم میں گیا اور تمام مخلوق کو گناہوں سے پاک صاف کیا لیکن سابق اقوال علماء مسیحی سے نقل ہوا ہے کہ باپ نے بسبب عصیان کے تمام مخلوق کی ہلاکت چاہی اور دائمی عذاب دینا منظور کیا تھا بیٹے نے معاذ اللہ کر کے جسم قبول کیا اور بچھانے آیا اور سب کی نجات کے واسطے آپ کفارہ ہوا اور یہی قول صحیح ہے اور مختار ہے نہ یہ کہ خدا نے گنہگاروں کی رہائی کو از خود بلا معارضہ مجادلہ کے اپنا بیٹا ظاہر کیا کیونکہ خدا اپنے بیٹے کا دشمن نہ تھا اور اُسے اپنا اکلوتا بیٹا دوبر نہ تھا کہ عذاب اُٹھانے کو اُسے دنیا میں از خود بھیجتا۔

تقریر علماء محمدی بطور جواب اب مجھے تشخیص اس امر کی ضروری ہے کہ یہ کفارہ ممکن ہے یا محال عقلی ہے میرے نزدیک بطابق دلائل مفصلہ ذیل یہ کفارہ محال و سراسر علماء مسیحی کی غلطی ہے مسئلہ شفاعت گو کہ میرے نزدیک مسلم اور یقینی ہے اپنی نافہمی سے

عـــہ پادری فانڈر صاحب کی تقریر کا یہ خلاصہ ہے ۱۲ منہ

ابدی
یعنی ہمیشہ
کفارہ
یعنی ہمیشہ
نجات دہندہ
رہائی
مجسم
یعنی جسم
حلول کرنا
معارضہ
جھگڑا
تشخیص
محال عقلی
مشکل

کفارہ پر محمول کرتے ہیں اور جمیع انبیا کو گنہگار ٹھہرا کر اپنی اُمت کی شفاعت سے باز رکھکر تمہید اور تقریر خلاف واقع کذب بے اصل بیان کرتے ہیں اور بعبارۂ طول و فضول باستثناء باب ۲ نامہ یوحنا کے مسیح کو تمام مخلوق کے گناہوں کا کفارہ ٹھہراتے ہیں اور خیال یہ نہیں کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تقریر میں بالکل خلاف اپنے معتقدات سابقہ کے متلفظ ہوتے ہیں **دلیل** (۱) دلیل بطلان اس مسئلہ کی یہ ہے کہ اگر یہ مسئلہ صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ علماء مسیحی کے نزدیک یہودا لائق مدح کے ہونہ قابل قدح اور اُسکے نہایت مشکور ہوں اسواسطے کہ مسیح اُسکی بدولت کفارہ ہوئے اور گناہ تمام عالم کے معاف ہوئے نہ یہ کہ برعکس اُس سے عداوت رکھیں اور زمرہ حواریین میں سے خارج کر کے اُسکے عوض میں متیاہ کو حواریون میں داخل کریں۔ اور پیلاطس کا درجہ بھی بہت بڑا معلوم کریں بالتخصیص جس نے کہ جسم مطہر کو صلیب پر کھینچا وہ بلا حساب بخشا جاوے اور لوازم سب اعتقاد مسیحیوں کے باطل پس ملزوم بھی باطل ہوا **دلیل** (۲) یہ ہے کہ موافق تمہارے قول کے ضرور ہے کہ کفارہ قسم آدم زاد سے ہو پس اب تم سے دریافت کیا جاتا ہے کہ جناب مسیح من حیث الروح کفارہ ہوئے یا من حیث الجسم اور من حیث الروح کفارہ ہونا باطل ہے اسواسطے کہ روح شئے غیر محسوس ہے اور کبھی من حیث الروح وہ تمہارے نزدیک اله ہیں اور الوہیت مقدور نیچے عبد کے داخل نہیں تا کہ اوسے کوئی صلیب پر کھینچے اور عذاب دیسکے پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام من حیث الجسم کفارہ ہوئے اور من حیث الجسم قسم آدم زاد سے تھے اسلئے یہ کفارہ ہونا باطل ہوا بالجملہ دو نو شقوں پر کفارہ نہیں ہو سکتے ہیں **دلیل** (۳) یہ کفارہ ہونا مسیح کا بھی خلاف عدل ہے بلکہ بڑی بے انصافی اور ظلم کی بات ہے اسلئے کہ بے گناہ کو پکڑلے اور گنہگاروں کو چھوڑے اس سے زیادہ بے انصافی اور کیا ہے ہاں اگر بے گناہ کی سفارش سے چھوڑے تو رحمت ہے **دلیل** (۴) یہ ہے کہ اگر مسیح گناہ اُٹھانے اور کفارہ ہونے کو دنیا میں تشریف لائے تھے تو وقت صلیب پانے کے چیخے اور چلائے کیوں اور ضعفا و زنانے کیوں کیے ایلی ایلی لما سبقتنی کیوں فرمایا حالانکہ ہر عاقل خبیر بلکہ ہر ایک برنا و پیر جانتا ہے کہ جو کوئی اپنی خوشی سے اپنے واسطے ایک کام معین کرتا ہے اُسمیں کبھی چیختا چلاتا نہیں پس جزع فزع ثبت نارضامندی کو ہے اور نارضامندی مبطل کفارہ ہے **دلیل** (۵) یہ کہ اگر گناہ موجب عذاب ابدی ہے تو لازم آتا ہے کہ معاذاللہ مسیح بھی عذاب ابدی میں بطریق اولیٰ گرفتار ہیں اسلئے انہوں نے تمام گنہگاروں کے گناہ اُٹھائے ہیں اور گناہگار بصورت عدم فدیہ

یعنی فریاد و واویلا کرنا ۱۲

وکفارہ کے عذاب بدی اُٹھاتے اسی طرح یہ بھی اُٹھاویں العیاذ باللہ جیسا کہ مسیح مجموعہ ہیں ابد
اور انسان کا ویسا ہی مجموعہ ہیں سب گناہ اور گنہگاروں کا **دلیل (۶)** یہ ہے کہ بموجب تقریر کفارہ
کے لازم آتا ہے کہ اس کفارہ کے پہلے سب انبیاء وغیرہ بسبب اپنے گناہوں کے عذاب میں گرفتار ہوں
اور فرعون اور موسیٰ علےٰ نبینا وعلیہ السلام اور نمرود اور ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام معاذ اللہ سب
دوزخ میں پڑے ہوں اور بعد اس کفارہ کے سب رہائی پا گئے ہوں پس فرعون اور نمرود کے کفر اور
ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے نبوۃ میں در باب حفظ عن العذاب کچھ فرق نہ ہوا **دلیل (۷)**
یہ کہ مسیح نے انسان موجودین اپنے زمانہ کے گناہ اُٹھائے یا سب کے خواہ سابق ہوں خواہ مسبوق اگر موجودین کے
اُٹھائے ہوں تو اس صورت میں لازم آتا ہے کہ سابق اور لاحق کے واسطے اور کفارہ کی حاجت ہو اور
اور اگر سب کے جیسا کہ ظاہر ہے تو لازم آتا ہے وجود صفت کا بدون وجود موصوف کے یعنی گناہ کرنیوالا
موجود نہ ہو بلکہ فنا ہوا ہو یا ابھی تک پیدا نہ ہوا ہو اور اُسکا گناہ موجود ہو کہ مسیح اُسے اپنے اوپر اُٹھالیں
اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ دجال بھی نجات پاوے اور یہ بھی باطل پس دونوں شقوں پر کفارہ متصور نہیں **دلیل**
(۸) یہ کہ اگر یہ کفارہ صحیح ہو تو لازم آتا ہے دور یا تسلسل سو واسطے کہ جب مسیح نے سب کے گناہ اُٹھائے اور آپ
گنہگار ٹھہرے تو محتاج بسوئے منجی ہوئے اور ہر گنہگار کے واسطے ایک منجی اور کفارہ تمہارے اعتقاد کے بموجب
ضرور ہے پس مسیح علیہ السلام کے واسطے بھی منجی اور کفارہ ضرور ہوا ورنہ معاذ اللہ ابد تک دوزخ میں رہتے تین دن بعد
کبھی نہ نکل سکتے اسیطرح دوسرے منجی اور کفارہ میں کلام کریں گے اگر منجی و کفارات سابقہ میں سے کسی کو کفارہ
لاحق کہو گے تو دور ہے ورنہ تسلسل ہے **دلیل (۹)** یہ کہ اگر کفارہ ممکن ہو تو لازم آتا ہے کہ جمیع احکام دینی
مثل حدود و قصاص و تعزیرات باطل ہوں اسلئے کہ جو جرم سنگین سے سنگین تر صادر ہو گا اسکی بھی سزا مسیح اُٹھا چکے
اب مجرم کو سزا دینی بڑی بے انصافی ہے حالانکہ مسیحی سزا پاتے اور دیتے ہیں پس معلوم ہوا کہ کفارہ باطل
ہے اور اگر مسیح یہ عذر کریں کہ کفارہ سے عذاب اُخروی ساقط ہوا نہ دنیاوی اگرچہ یہ تخصیص و عذر خلاف
مسئلہ کفارہ کے ہی لیکن اب یہ کہا جاوے گا یہ کمال ظلم ہے کہ اللہ ایک چیز کو جرم ٹھہرانے اور سزا ابدی
اور حکام سزا دیں متخاصمین باہم راضی شدند قاضی راضی نمی شود **دلیل (۱۰)** یہ کہ اگر کفارہ صحیح ہو تو
لازم آتا ہے کہ کسیکو طاعت کی ضرورت نہ رہے اسلئے کہ بسبب کفارہ مسیح کے جملہ انسان کی حیات ابدی اور نجات
ابدی ہو چکی اسواسطے کہ مانع حیات ابدی و نجات ہی گناہ تھا کہ وہ زایل ہوا اب عمل خیر اور طاعت کی کیا

ضرورت ہی باوجودیکہ حواری بندگی کے پابند تھے اور واسطے طاعت کے مؤکد تھے **دلیل** (۱۱) یہ
کہ میں پوچھتا ہوں مسیح نے بعض گناہ اُٹھانے یا کل گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اگر بعض اُٹھائے تو بعض آخر
کے واسطے احتیاج منجی اور کفارہ آخر کے ہوئے اور جو کل اُٹھائے تو وجود امور غیر متناہیہ کا دفعۃ واحدۃ
لازم آیا اسلئے کہ گناہ جملہ عباد کے غیر متناہی ہیں و اللازم باطل فالملزوم مثلہ **دلیل** (۱۲) یہ کہ مسیح کا واسطے
فہمایش کے مجسم ہونا اور دنیا پر تشریف لانا مبطل کفارہ ہے اسلئے کہ اگر کفارہ ہونے تشریف لائے تھے تو زیادہ
برگشتگی مخلوق کی ضرور تھی تاکہ جلد صلیب نصیب ہوتی اور جس کام کو تشریف لائے تھے جلد سرانجام ہوتا
نہ یہ کہ آئے کفارہ ہونے اور لگے فہمایش کرنے تاکہ لوگ نصیحت سمجھیں اور طاعت کریں اور کفارہ نہ ہونے
دیں **دلیل** (۱۳) یہ کہ تجسم و تجسد مسیح کا بارادہ کفارہ ہونے کے موجب نجات مخلوق کا نہیں بلکہ باعث
زیادہ تر عذاب کا ہے اسلئے کہ یہود نے اُنکی فہمایش پر کان نہ رکھی اور تکذیب اور بے ادبیاں کیں
اور مصلوب کیا اور یہ حرکات بموجب اعتقادات کے باعث زیادہ تر عذاب یہود کا ہے جیسا کہ اناجیل
اربعہ ناطق ہیں اور نیز ظہور علامات غضب الٰہی بعد صلیب کے اسی کے مؤید ہیں پس یہ کفارہ نہ ٹھہرا قیامت
ٹھہری کہ عوض گناہ بخشے جانے کے اُلٹے گناہ گلے پڑیں **دلیل** (۱۴) یہ کہ اگر کفارہ صحیح ہو تو لازم
آتا ہے کہ مسیح ابن اللہ نہ ٹھہریں بلکہ مجرمین ابن اللہ قرار پاویں اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ کو مجرموں کی زیادہ
خاطر ہوئی کہ اُنکے بدلے معصوم کو ملعون کرکے جہنم میں عذاب دیا اور مجرموں کو نجات دی اور جسکی خاطر
زیادہ منظور ہو چاہیئے کہ وہ ابن اللہ ٹھہرے **دلیل** (۱۵) یہ کہ کفارہ باطل ہے اسلئے کہ موجب تجسد و تجسم کا
اور باعث عباد کے گناہ اُٹھانیکا یا مقتضائے رحمت الٰہی ہے یا مکر اور فریب اور دونو شقیں باطل اسواسطے
کہ شق اول پر حاجت تجسد و تجسم و کفارہ کی نہیں اور ثانی صفت نقص اور نیز خلاف عدل ہے۔
دلیل (۱۶) یہ کہ کفارہ محال ہے اسواسطے کہ مستلزم ہے مغلوبی خالق اور غلبہ مخلوق کو وجہ ملازمت
یہ ہے کہ جبتک مسیح ابن اللہ اور الٰہ رہے جبتک عباد پر قادر رہے اور عباد مقدور اور مغلوب ہے اور جب
مجسم ہوئے تو خود مغلوب ہوئے کہ صلیب پر لٹکے اور مخلوق کا اس سے زیادہ اور کیا غلبہ ہوگا کہ خالق کو بجبر و تعدی
صلیب دی **دلیل** (۱۷) یہ کہ کفارہ باطل ہے اسواسطے کہ تجسم اور تذلل اور خواری جو وقت صلیب کی
ظہور میں آئی اور ملعون ہونا اور جہنم میں جانا اور عذاب پانا خلاف شان الوہیت ہے یا مقتضی
شان الوہیت اگر خلاف ہے تو یا الوہیت مسیح کی یا تجسم مسیح کا باطل ہے وکلاہما مسلمان

عندہم اور اگر مقتضی ہی تو لازم آتا ہے کہ اب روح القدس بھی مجسم ہوں اور اوصاف مذکورہ قبول فرماویں اور فدیہ ہوں وہی ایضاً خلاف معتقدات تم **دلیل (۱۸)** یہ کہ اگر کفارہ صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ بعد کفارہ ہونے کے کسی اور کو گناہ بخشوانے جایز نہوں واللازم باطل فکذا الملزوم وجہ ملازمت حسب تقریر مسئلہ کفارہ کے ظاہر ہے اور وجہ بطلان لازم کی یہ ہی کہ اناجیل اربعہ میں موجود ہے کہ مسیح علیہ السلام نے حواریون سے یہ فرمایا کہ تم روح القدس جسکے گناہوں کو تم بخشواؤ گے بخشے جاویں گے جسکے تم نہ بخشواؤ گے نہ بخشے جاوینگے **دلیل (۱۹)** یہ کہ مسیح بموجب اعتقاد مسیحوں کے عدالت کریں گے میں پوچھتا ہوں کہ من حیث الجسم کرینگے یا من حیث الروح اور کفارہ مبطل دونو قسم عدالت کو ہی اسواسطے کہ جب مسیح خود کفارہ اٹھا چکے اور عذاب پا چکے۔ ارواح اور تمام عالم کو نجات دے چکے تو جملہ مراتب عدالت طے ہوئے اب کیا باقی رہا جسکی عدالت کریں گے اور بھی لازم آتا ہی کہ آپ بھی اپنے روبرو سزا پانے کو آویں اسواسطے کہ جمیع گنہگاروں کا واسطے سزا پانے کے مسیح کے روبرو حاضر ہونا ضرور ہی اور مسیح العیاذ باللہ مجموعہ عصیات و عصیان ہیں **دلیل (۲۰)** یہ کہ اگر کفارہ نجات کو کافی ہی تو لازم ہے کہ کوئی فرقہ مسیحو نکا تکفیر ہرگز نکرے اسواسطے کہ سب فرقے ناجی ہیں نہ کافر حالانکہ فرقہ پروٹسٹنٹ کیتھلک کی تکفیر کرتا ہے اور فرقہ کیتھلک فرقہ پروٹسٹنٹ کی تکفیر کرتا ہے اور عذاب دائمی کا قایل ہی اور جو نجات کو کافی نہیں تو کفارہ کفارہ نہوا کہ غیر مقبول ہوا **دلیل (۲۱)** یہ کہ کفارہ مسیح علیہ السلام کا اللہ نے قبول کیا یا نہیں اگر قبول کیا تو یہ قول مسیح کا حواریوں کو کہ جسکے گناہ تم بخشواؤ گے بخشے جاوینگے جسکے تم نہ بخشواؤ گے نہ بخشے جاوین گے خلاف واقع اور کذب ٹھہرا اور جو قبول نہیں کیا تو معاذ اللہ ملعونی رائیگاں اور صلیب کی تکلیف اور عذاب جہنم کی محنت مسیح علیہ السلام پر بیفائدہ ہوئی اور فائدہ تجسد و تجسم ابن اللہ کا لغو گیا اور مخلوق محتاج کفارہ ثانی کی رہی ہائے مفت میں جان گئی **دلیل (۲۲)** یہ کہ بموجب تقریر کفارہ کے جیسا کہ مینے اوپر مصرح لکھا ہے تخصیص کفارہ کی کسو کے ساتھ نہیں اور یہی بات اقوال قدماء مسیحوں سے ثابت ہی چنانچہ قوانین ایمان بھی اسی پر گواہ ہیں کہ مسیح سب مخلوق کے منجی اور سب کے گناہوں کے کفارہ ہیں اس حالت میں مسیحیوں کو کسی فرقہ اور کسی ملت پر طعن و الزام کی جا نہیں کیونکہ وہ سب شریک نجات و کفارہ مسیح ہیں علی الخصوص اہل اسلام کہ مومن بہ مسیح ہیں **دلیل (۲۳)** یہ کہ فعل نبی کا امت کو واجب ہے یا مباح پس جو کچھہ نبی کرے وہ امت کو بھی کرنا چاہئے بعد اس تمہید کے میں کہتا ہوں

کہ کفارہ باطل ہے اگر علماء مسیحی مسئلہ کفارہ صحیح جانتے ہیں تو ضرور لازم ہے کہ ایک ایک مرتبہ سب عیسائی بھی اقتداءً للمسیح جہنم کی سیر کر آویں اور جہنمی کے لفظ کو بد نجانیں بلکہ کہنے والے کے ممنون ہوں کہ مسیح کے منصب میں شریک کیا والّلازم باطل فکذا الملزوم خوب صاحب یہ بہت اچھا کفارہ ہے کہ جسجا سے بکفارہ مسیح نا ضرور ہے وہاں کی راہ دکھاویں یعنی اپنی تمام اُمت کو جہنم میں جانے کی ہدایت فرماوے اور اپنی جان مُفت میں گنوائے اور بہت دلائل قویہ کفارہ کے باطل ہونے پر ہو سکتے ہیں لیکن بباعث طول ہونے رسالے کے انہیں پر اکتفا کیا جو شخص فہیم ہوگا انہیں دیکھکر راہ راست پر رجوع ایزدی آئے گا۔

دوسرا باب اس بیان میں کہ اطلاق ابن اللہ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حقیقۃً درست ہے یا نہیں۔ (عقیدہ علماء محمدی۔)

اہل اسلام کہتے ہیں کہ ابن بمعنی مولود کے ہے اور اطلاق ابن اللہ کا کسی پر درست نہیں ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ خود انجیل میں اپنے تئیں بلفظ ابن الانسان تعبیر کرتے ہیں بلا شبہ درست نہیں اور اگر وجود اس اطلاق کا انجیل میں ہے تو بطریق مجاز نہ حقیقت۔

عقیدہ علماء مسیحی بطور سوال اور علماء مسیحی مدعی ہیں کہ اطلاق ابن کا بمعنی مولود مسیح پر حقیقۃً درست ہے

جواب علماء محمدی اور اس مطلب پر بھی کوئی دلیل عقلی نہیں پیش کرتے ہیں بلکہ دلیل عقلی سے دست کش ہو کر حصر بکتب مقدسہ کرتے ہیں اور اس دعوی کی یوں توضیح کرتے ہیں۔

بیان عقیدۂ علماء مسیحی معلوم کرنا چاہیئے کہ اطلاق ابن کا مسیح پر بمعنی متعارف جیسا کہ انسان پر اطلاق کرتے ہیں کہ زید بن عمرو ہے کفر اور ضلالت ہے اور یہ قایل ہونا کہ تولد مسیح کا اللہ سے ایسا ہے جیسا کہ انسان سے انسان یا حیوان سے حیوان تولید پاوے گمراہی اور بے دینی ہے بلکہ اللہ اور مسیح میں ایک ایسا علاقہ ہے کہ وہ باپ اور بیٹے کے لفظ سے ادا ہوتا ہے اور بلفظ آب اور ابن تعبیر کیا جاتا ہے اور بلفظ تولید اُسے تلفظ کرتے ہیں اور یہ تولید روحانی ہے نہ جسمانی اور حقیقت اس علاقہ ابنیت اور تولید کی اللہ نے اپنے کلام میں بیان نہیں کی پس مسیح میں دو جہتہ سے تولید ہے ایک تولید روحانی وہ من اللہ ہے کہ اُسکے سبب ابن اللہ کہلاتے ہیں دوسرے جسمانی وہ من بطن مریم ہے کہ اُسکے سبب ابن الانسان اور ابن مریم کہلاتے ہیں +

بیان عقیدہ علماء محمدی معلوم کرنا چاہیے کہ اب مجھ تشخیص اس امر کی ضرور ہے کہ آیا لفظ ابن اللہ کا اطلاق بایں معنی حقیقتہ مسیح پر درست ہے یا نہیں اور کتب مقدسہ اس اطلاق کی اجازت دیتی ہیں یا نہیں اور مجازاً محل بحث نہیں ہے اسلئے اطلاق مجازی کا انکار اہل اسلام کو ضرور نہیں اور غیر مسیح پر بطریق مجاز اطلاق ابن اللہ کا مسیحی خود قبول کرتے ہیں میرے نزدیک کتب مقدسہ سے اطلاق بطور حقیقتہ ہر گز نہیں ثابت ہوتا ہے بلکہ جو الفاظ کہ حضرت عیسیٰ کے حق میں وارد ہیں وہی الفاظ بعینہ اور انبیا کے حق میں بھی وارد ہوئے ہیں دیکھو سفر اول اخبار الایام کا سترہواں باب کہ حضرت سلیمانؑ کے حق میں فرمایا ہے ترجمہ عربیہ ۱۸۴۴ع وهو يبني لي بيتا واثبت كرسيه الى الابد وانا اكون له ابا وهو يكون لي ابنا وخيري الحق لا ازيلها عنه كما ازلتها عن غيرها اور یہی مضمون اٹھائیسویں باب میں موجود ہے اور دیکھو یعقوب علیہ السلام کے حق میں سفر خروج کے چوتھے باب میں موجود ہے ترجمہ عربیہ ۱۸۱۱ع فقال له كذا قال الله ابني بكري اسرائيل یعنی پہلوٹھا بیٹا میرا اسرائیل اور داود علیہ السلام کے حق میں دیکھو مزمور ثانی ترجمہ عربیہ ۱۸۴۴ع الرب قال لي انت ابني وانا اليوم ولدتك اور اسیطرح کی اطلاق کتب عہد عتیق میں نسبت اور انبیا کے بہت موجود ہیں اگر یہ اطلاق مستلزم ابنیت حقیقی کو ہو تو قوم تین سی بہت زیادہ ہوں گے اور یہ سب بھی حقیقتہ ابن اللہ کہلاویں گے مگر علماء مسیحی یہ عذر پیش کریں کہ ان سب سے بھی مراد مسیح ہیں اگرچہ بظاہر خطاب سلیمان اور اسرائیل و داود علیہم السلام کی طرف ہوا اور بلفظ انت تعیین شخصی ہے اور مجموعہ ان جملہ ابنا کا متحد بہ مسیح ہے کہ جیسا کہ مجموعہ تین اللہ کا ایک اللہ ہے ویسا ہی مجموعہ ان جملہ ابنا کا ایک ابن ہے اور یہ بھید بھی مثل سر تثلیث معلوم نہیں ہو سکتا واضح ہووے کہ کتب مقدسہ سے ابن بمعنی عبد و مطیع و اصطفا و تلمذ کر ظاہر ہوتا ہے دیکھو یونان درس تئیسویں فصل انجیل متی کا ولا تسموا احدا على الارض ابا لان اباكم واحد اعني الذي في السموات ولا تسموا اساتيذ لان استاذكم واحد اعني المسيح عليه السلام اگر لفظ ابن کا اطلاق ان سب پر حقیقی یا تو تو خلاف عقائد مسیحیوں کے ہے اور جو اوروں پر مجازی اور مسیح پر حقیقی تو تخصیص بلا مخصص لازم آوے گی اگر سب پر مجازی یا تو بظاہر درست ہے گو پھر بھی خالی سوء ادب سے نہیں باقی رہا کلام تولد روحانی میں یہ بھی بالکل باطل ہے اسواسطے کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہے کہ سب ملائکہ کا تولد روحانی ہو اسلئے کہ ملائکہ کو جسم مصطلحہ نہیں پس منحصر ہے گا تولد انکا تولد روحانی میں اور اسیطرح ہر انسان میں جسم اور روح ہے پس

چاہئے کہ ہر ایک آدمی من حیث الجسمیۃ اپنے ماں باپ سے تولد پاوے اور من حیث الروح
اللہ تعالیٰ سے اور حضرت حوا تو خاص بنت اللہ کہلاویں کہ انہوں نے نر سے تولد پایا اور مخرج معلوم سے نہیں
نکلیں اور خون معلوم بھی انکی غذا ہوا اور رحم میں تشریف بھی نہ رکھی اور حضرت آدم تو علی الخاص ابن اللہ ہوویں
پس تخصیص مسیح کی کیا ہے بلکہ لازم آتا ہے کہ روح القدس کو بھی ابن اللہ کہنا درست ہو لیکن جائز ہو کہ مسیحی اسکا
التزام کریں اور کہیں کہ ابن اللہ اور ابن المسیح کہنا ممنوع نہیں صراحۃً متقدمین نے یہ اطلاق کیا ہو حاصل یہ ہے
کہ یہ علاقہ بلفظ خلق و صنع ادا ہو سکتا ہے بلفظ ابن ادا کرنا اور تولید روحانی کا قائل ہونا مستلزم شنائع مذکورہ ہے

تیسرا باب اس بیان میں کہ تثلیث کو عقل جائز رکھتی ہے یا محال جانتی ہے اور کتب مقدسہ سے نکلتی ہے یا نہیں توضیح مفہوم تثلیث موافق عقیدہ علماء مسیحی

معلوم کرنا چاہئے کہ عقیدہ اجماعیہ مسیحیوں کا یہ ہے کہ اعتقاد ایک خدا کا تثلیث میں اور تثلیث کا وحدت میں
چاہئے اور ان تینوں کا جدا جدا نہ سمجھنا چاہئے بلکہ تینوں کا لاہوت ایک ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ اللہ میں
تین اقنوم ہیں ذات - علم - حیوۃ ذات کو اب علم کو ابن حیوۃ کو روح القدس کہتے ہیں اور تینوں
کو واجب الوجود اور جلال و مجد میں متشابہ اور متحد مانتے ہیں اور تشریح اس مسئلہ کی یوں بیان کرتے ہیں کہ
جیسا عرض ہیئتہ میں اور کینونتہ کے سوا ایک تیسری حالت اور ہے کہ اسے بلفظ حلول تعبیر کرتے ہیں
اسی طرح جوہر میں ہیئتہ اور کینونتہ کے سوا تیسری حالت اور ہے کہ اسے بلفظ قیومیتہ تعبیر کرتے ہیں اور زبان
لاطینی میں اسکا نام سبسطنصیا اور یونانی میں ہیپسطاسیس اور عربی میں قیومیت اور قیام اور قوام
کہتے ہیں اور کبھی اصل اور اساس اور عماد کہتے ہیں اور شخص ناطق کی قیومیت کو اقنوم کہتے ہیں اور اسمیں
اقنوم شئے اضافی اور نسبی ہے نہ حقیقی یہ تقریر اس مسئلہ کی علماء مسیحی کرتے ہیں جیسا کہ کتاب قسیس
فلیبس سے واضح ہے - اور میں جانتا ہوں کہ اقنوم لفظ عربی نہیں جیسا کہ قاموس اور صحاح سے
واضح ہے قال الجوہری الاقنوم الاصل حسبلھا انھا رومیۃ وقیل انھا یونانیۃ ٥ وسمی الامور الثلاثۃ
اصولا لانھا اصول الالوھیۃ بعد اسکے علماء مسیحی یہ تقریر کرتے ہیں کہ اللہ ایک طبیعتہ اور ایک جوہر ہے اور جوہر
اسکا قیوم ہے ساتھ تین اقنوم کے اقنوم اول اب ثانی ابن ثالث روح القدس اقنوم اول مصنوع
اور مخلوق اور مفعول اور مولود نہیں وہ اپنی ذات سے جاہد ہے غیر منشق غیر مولود اور اقنوم اب کی ابوتیہ
اور فاعلیت ہے اقنوم ثانی اب سے مولود ہے عقل اور حکمت ہے اسیواسطے ابن کو حکمت اور کلمہ اور صورت

اور تمثال کہتے ہیں اور جو چیزیں کہ صفت کمال و ابن کے فضل پر دال ہیں مثل حکمت اور معرفت کے وہ
واجب ہیں اب میں بواسطۂ اقنوم ابن کے اقنوم ثالث پیدا ہوا اب اور ابن سے یعنے اُنکے ارادہ سے
اور اب اور ابن کا ارادہ واحد ہے اور وہ دونو ایک چشمہ ہیں اور اقنوم ثالث کو اسلئے روح القدس
کہتے ہیں کہ وہ مشتق ہے گویا وہ محبت ہے اور محبت گویا ہیئتہ ہے یا ثوران یا ہیجان ارادہ کا ہے اور اب نہیں ہے
ابن اور ابن نہیں ہے اب اور روح القدس نہیں ہے اب اور ابن اور اب اور ابن نہیں ہے
روح القدس بلکہ آپس میں متمیز ہیں اور باوجود اسکے کہ اقانیم ثلثہ میں تمیز موجود ہے لیکن باہم کسی اقنوم
اور لاہوت الٰہی یا طبیعت الٰہی میں تمیز نہیں ہے بلکہ ہر واحد اقانیم ثلثہ سے شے واحد ہے متحد ساتھ
طبیعت اللہ کے اور تمیز حاصل ہوتی ہے بباعث مقابلہ بعض اقانیم کے ساتھ بعض کے نہ بہ نسبت طبیعت
الٰہی کے اور اقانیم ثلثہ میں سے کوئی مؤلف اور مرکب نہیں ہے بلکہ ہر واحد مفرد بسیط ہے اور اب عالم
اور عاقل ہے اور ابن اُسکی صورت علمیہ و عقلیہ ہے اور علماء مسیحی ولادت سے ارادہ کرتے ہیں انبثاق
یعنی الہوفی الخارج یا خروج زندہ کا زندہ سے اور یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ مسیح میں دو طبیعتیں ہیں ایک طبیعت
الٰہی یعنی لاہوتی دوسری طبیعت ناسوتی اور ان دونو طبیعتوں کا اقنوم واحد ہے وہ اقنوم اللہ یا
اقنوم ابن اللہ کا ہے اور الوہیت ابن کے باپ کی طرف سے ہے اور انسانیت ماں کی جانب سے
اور دونو ایک شے کہلاتی ہیں یعنی مسیح علی نبینا و علیہ السلام ورلاہوت نے مسیح کے جسم میں حلول
نہیں کیا جسم کو استعمال میں لایا اور جب خلق میں اختلاف پڑا اور انبیاء کی اطاعت مخلوق نے نکی اب
نے چاہا کہ سب کو ہلاک کرے اور عذاب دے ابن نے معارضہ کرکے کہا کہ مجھے جانے دے میں مخلوق کو
سمجھاونگا پس مجسم ہوکر مخلوق پاس آیا اور تمام رنج اُٹھائے اور علماء مسیحی نے اضافات اور نسب کی یہ
تشریح کی ہے کہ اللہ میں چار اضافتیں ہیں فاعلیۃ التولید یا ابوت اب میں مفعولیۃ التولید یا بنوت
ابن میں فاعلیۃ الانبثاق اب اور ابن میں معًا اسطرح کہ گویا دونو منبوع واحد ہیں اقنوم ثالث کی مفعولیت
الانبثاق روح القدس میں یعنی اقنوم ثالث میں اور فرماتے ہیں کہ اللہ میں چار خواص ہیں دو مختص اب
میں ایک خاصہ یہ ہے کہ جامد ہے یعنی غیر منبثق اور غیر مولود دوسرا خاصہ ابوت ہے اور ایک مختص بہ ابن ہے
یعنے بنوت اور ایک مختص بہ روح القدس یعنی انبثاق اور تسمیہ اقانیم ثلثہ کا باقنوم اول و ثانی و ثالث
بموجب مدارج اور ترتیب خروج کے ہے اور اقانیم تین سے کم زیادہ نہیں ہوسکتے ہیں اسلئے نسبتیں اور

خواص چار سے متجاوز نہیں ہو سکتے ہیں لیکن حواریون کے وقت سے باہم اختلاف تھا ایک عقیدہ پر سب عیسائی متفق نہ تھے ایبیونیین و قیرنتیوس و پوسال لشمشاطی و فوطین صحیح اعتقاد کرتے تھے کہ مسیح فقط انسان ہے اللہ نہیں بلکہ بسبب اعمال صالحہ کے اللہ کے نزدیک فضل و بزرگی پائی اور اصحاب مانیش اس بات کے قائل تھے کہ مسیح ابن اللہ ہے انسان نہ تھے بجسد حق بلکہ مثل انسان دکھائی دیتے تھے اور فی الحقیقت جسم انسانی نہ تھا اور رلوکنطیوس گمان کرتا تھا کہ مسیح کے واسطے جسد حق تھا یعنی فی الحقیقت جسم تھا لیکن انھوں نے وہ جسم اپنی کواری ماں سے یعنی حضرت مریم سے حاصل نہیں کیا تھا بلکہ وہ جسم آسمان سے لائے تھے اور پولینار یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ کے کلمہ سے کچھ تھوڑا جسم بن گیا تھا اور ابولوشوس یہ لکھتے تھے کہ مسیح کو جسم تھا اور عوض نفس کے کلمۃ اللہ انکے جسم مبارک سے متعلق تھا اور قاتولیقی یعنی یونانی یہ عتقاد رکھتے تھے کہ مسیح میں دو طبیعتیں ہیں لاہوتی اور ناسوتی جیسا ویسے ہی مفصل بیان کیا اور کہتے ہیں کہ بیٹے قبول کی قوت اب سے اور حکمت ابن سے اور عفافت روح القدس سے +

عقیدہ علمار مسیحی اجماعیہ اعتقاد ایک خدا کا تثلیث ہیں اور تثلیث کا وحدت میں جا ہے ان تینوں کو شخص جدا جدا یا تین جنسیں الگ الگ نہ سمجھا سلئے کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس واجب الوجود ہیں اور لاہوت باپ کا اور لاہوت بیٹے کا اور لاہوت روح القدس کا ایک ہے اور جلال متشابہ اور مجد ابدی ہے اسلئے باپ اور بیٹا اور روح القدس ہیئت میں ایک دوسرے کی مانند ہیں اور باپ کی کوئی علت نہیں اور بیٹے کی کوئی علت نہیں اور روح القدس کی کوئی علت نہیں اور باپ محدود نہیں اور بیٹا محدود نہیں اور روح القدس محدود نہیں اور باپ ازلی ہے اور بیٹا ازلی ہے اور روح القدس ازلی ہے نہ اسطرح کہ ازلی تین ہوں اور غیر محدود تین ہوں یا غیر معلول تین ہوں بلکہ غیر معلول ایک ہے اور غیر محدود ایک ہے اور ازلی ایک ہے اور باپ قدرۃ والا اور بیٹا قدرت والا اور روح القدس قدرت والا نہ اسطرح کہ قدرت والے تین ہیں بلکہ قدرت والا ایک ہے اور باپ آلہ اور بیٹا آلہ اور روح القدس آلہ نہ اسطرح کہ تین آلہ ہوں بلکہ ایک اللہ ہے اور باپ رب ہے اور بیٹا رب ہے اور روح القدس رب ہے نہ اسطرح کہ تین رب ہوں بلکہ ایک رب ہے اور ہم جسطرح اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر ایک انمیں اللہ ہے اسیطرح اجماع مذہب کا لحاظ کرکے تین اللہ یا تین رب نہیں کہہ سکتے کیونکہ باپ عمل اور خلقت میں کسی کے

صادر نہیں ہوا اور بیٹا فقط باپ سے ولادت میں صادر ہوا نہ عمل و رخلقت میں اور روح القدس باپ اور
بیٹے سے صادر ہوا ایجاد میں نہ عمل اور خلقت میں پس باپ ایک ہے نہ تین اور بیٹا ایک ہے نہ تین اور روح القدس
ایک ہے نہ تین اور ان تینوں میں کوئی مقدم اور متاخر اور بڑا چھوٹا نہیں بلکہ تینوں ازلی اور ہم مثل ہوتے
ہیں موافقت رکھتے ہیں پس توحید تثلیث میں اور تثلیث توحید میں بوجھی جاوے پس طالب نجات کا
اعتقاد تثلیث کا رکھے اور اعتقاد اپنا کامل کرے اس بات سے کہ رب ہمارا عیسے نجات ابدی کے لئے
مجسم ہوا کیونکہ دین مضبوط یہ ہے کہ ہم اعتقاد رکھیں اور اقرار کریں کہ رب ہمارا عیسے خدا کا بیٹا اللہ اور انسان
ہے اللہ ہونا اسکے باپ کی طرف سے ہے اور اس لحاظ سے کہ سب عالم سے پہلے مولود ہوا اور انسانیت
اسکی ماں کی طرف سے ہے اور اس لحاظ سے ہے کہ عالم ناسوت میں پیدا ہوا اور وہ پورا خدا اور پورا انسان
ہے صاحب نفس ناطقہ اور بدن حیوانی کا بٹ سکھی بھی لاہوت میں مماثل باپ کے ہے اور ناسوت
میں اسکا بنایا ہوا اور وہ اللہ اور انسان ہے مگر دو نہیں بلکہ دونوں ایک مسیح ہے اور وہ ایک ہے اور
لاہوت نے جسم میں حلول نہیں کیا بلکہ جسم کو استعمال میں لایا اور ان دونوں میں اتحاد شخصی ہے
جیسا کہ مجموع بدن اور نفس ناطقہ کا انسان ہوتا ہے ایسا ہی مجموعہ اللہ اور انسان کا ایک مسیح ہے وہ
ہماری نجات کے لئے مبتلا ہوا اور جہنم میں گیا اور تیسرے دن مردوں میں سے اٹھکر آسمان کو عروج
کیا اور خدائے مقتدر کے داہنے ہاتھ پر بیٹھا اور وہاں سے جزا دینے کو پھر آویگا اسکے آنے کے
وقت سب مردہ اپنے بدنوں کے ساتھ زندہ ہونگے اور اپنے اعمال کی جزا پاوینگے نیک
لوگ حیات ابدی کی اور بد لوگ آتش دایمی کی پس یہ اعتقاد اجماعی ہے بدون اس پر ایمان
لانے کے نجات نہیں ہو سکتی اور جلال باپ اور بیٹے اور روح القدس کا جیسا کہ ازل میں تھا
وہی اب ہے اور ویسا ہی ابد تک رہیگا امین اور مارطرس یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ جب مسیح مجسم ہوا
سب عوارض انسانی اٹھانے پڑے پس اسلئے جہنم میں جاکر عذاب پایا بعد اسکے نکلا اور اپنے
ساتھ اُن سب لوگوں کو جو اسکے پہلے جہنم میں عذاب پاتے تھے نکال لایا۔

بیان عقیدہ علماء محمدی بطور جواب

بیان عقیدہ علماء محمدی بطور جواب اہل اسلام تثلیث سے منکر ہیں اسے محال بالذات
بتاتے ہیں اور ان جمیع تقادیر پر منع وارد کرکے مطالبہ دلیل عقلی و نقلی کا کرتے ہیں اور میری غرض
اس توضیح اور تشریح اور نقل اقوال علماء مسیحی سے یہ ہے کہ اکثر مسیحی وصف دعائی علم و فضل و دعوی

تبحر کے بعض امورِ عقائد و قوانین مذکورسے کہ نجات اُسپر منحصر ہے لاعلم ہیں وقت ایرادات اہل
اسلام کے صاف انکار کر جاتے ہیں مثلاً بعضے پادری صاحب تند و انکار کرتے ہیں کہ
مسیح واصل جہنم نہیں ہوا یہ مسیحیوں پر افترا ہے لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ یہ افترا قدماء مسیحیوں نے باندھا
دیکھو کتاب قسیس فلیبس کے کہ وہ اقوال سیبلات سے نقل کرتے ہیں کہ مسیح بعد صلیب کے اترے گئے ہیں
اور آگ سے جہنم میں عذاب پایا اہل اسلام کے نزدیک قطعی یہ افترا ہے اور بلاشبہ باطل ہے لیکن تمہارا ایمان یہی
ہے میں کیا کروں اور بعضے پادری صاحب فرماتے ہیں کہ مسیح جہنم میں نہیں بلکہ ہادس میں گئے اور یوں توضیح
فرماتے ہیں کہ ہادس وہ جا ہے (یعنی صاحب میزان وحل الاشکال) جو اصل آسمان اور جہنم کے بیچ میں تھا
مسیح بعد ملعون ہونے کے العیاذ باللہ اسمیں گئے نہ جہنم میں اور اُس مقام پر جہنم کا اطلاق کیا ہے
قطع نظر بطلان ان تقریروں کے حسب منقولات سابقہ میں پوچھتا ہوں کہ بموجب شہادت انجیل اور
تمہارے ایمان کے العیاذ باللہ مسیح ملعون ہوئے تو جو ملعون کے جانیکا مکان ہے وہاں گئے اور تمہارے
اقوال سے ظاہر ہے کہ ملعونوں کا مقام جہنم ہے نہ ہادس وغیرہ پس سعی بیفائدہ ہے اور بعضے پادری صاحب
یہ فرماتے ہیں کہ مسیح بلاشبہ جہنم میں گئے معاذ اللہ من ذالک لیکن نہ عذاب پاتے بلکہ اپنی عظمت کو دکھانے کو
میں بہت تعجب کرتا ہوں ان توجیہات بے معنی سے شاید اُنکے نزدیک ملعون لوگ جہنم میں اپنی عظمت
دکھانے جاتے ہونگے اور جہنم ان کے نزدیک دارعقاب نہوگا بلکہ دار نمایش عظمت ہوگا اور شاید
ملعون ہونا بھی مسیحیوں کے نزدیک بڑی عظمت ہے اور ظاہر ہے کہ ملعون کو بجز ذلت و خواری و ملعونی کے
کوئی اور صفت عظمت نہیں پس ملعونی ہی کو صفت عظمت گنو دیکھو مارطیروس وغیرہ کا قول جو میں نے اوپر
ذکر کیا وہ قایل ہیں کہ مسیح عذاب اُٹھاتے جہنم میں گئے۔ اور بعضے پادری صاحب فرماتے ہیں کہ مسیح
جہنم میں کفارہ کا مسئلہ سمجھانے گئے تھے یعنی جہنم والوں کو آگاہ کیا کہ میں نے صلیب پر مر کے اور
میں اپنی جان دیکر گناہوں کا کفارہ ہوا اور اس قربانی سے گناہ کو اور شیطان کو اور جہنم کو مغلوب کیا
اور ایمانداروں کے واسطے کالعدم کیا ہے اور بعضے پادری صاحب فرماتے ہیں کہ مسیح ہادس
میں گئے اور مگر ہادس سے مراد عالم ارواح لیتے ہیں تو یہ اقوال بھی مقولات سابقہ سے باطل ہیں اور
ان خرافات کے ابطال کے زیادہ درپے ہونا تضیع اوقات ہے اسلئے زیادہ لکھنا ضرور نہیں بھلا اسقدر
نہیں سمجھتے کہ اگر مسیح گناہوں کا فدیہ کفارہ ہوئے تو گنہگاروں کو آپ ہی معلوم ہوا ہوگا اور اسیطرح سے

عالم ارواح بین انکی ارواح جا سکتی تھی بحسمہ جنہم و عالم ارواح میں جاتا ہے معنی ہے معہذا اس تقریر کا واضح ہوتا ہے کہ مسیح کی بعثت نسبت زندہ و مردہ یعنی جہنمی اور عالم ارواح پر بھی تھی اور ست جا جاتے تعلیم دیتے اور وہ عذر کے ما موتھے شاید کہ مسئلہ تثلیث کا بھی وہیں سمجھا آئے ہوں گے دنیا والوں کو سمجھانا باقی رہ گیا دنیا والوں نے یہ مسئلہ جہنمیوں سے سند کیا ہوگا اور اسی طرح علماء مسیحی اور امور کا انکار کرتے ہیں وہ اسیطرح سے متنزلزل ہوتے ہیں سب کا یہاں ذکر کرنا خلاف مبحث ہے اسلئے یہاں نہیں بیان کرتا ہوں اب غور کرنی چاہئے کہ مسیحوں نے بے فائدہ قیود لا طائلہ قوانین ایمان میں زیادہ کئے ہیں اور ناحق ایک ایک بات کو مکرر سہ کرر الٹ پھیر سے بیان کرنا اختیار کیا ہے اصل مسئلہ ان قیودات سے کچھہ مبدل و متغیر نہیں ہوا اور کوئی قید کسی ایراد کو دافع نہیں بلکہ ان قیودات سے باب منع اور بھی وا سع کیا اور ان امور معتقدہ میں سے کسی پر علماء مسیح دلیل نہیں لاتے بے دلیل قیود لگانا اور بنا مضمون تراشنا فعل عبث نقش بر آب ہی اور یہ بات کہ اسقدر سقفت اور اسقدر قسیسوں نے یہ قوانین بنائے اور قیود لگائیں کبھی مسموع نہیں ہوگی جبتک کہ دلیل سے مدلل نکریں اور حال یہ ہے کہ علماء مسیحی اقرار کرتے ہیں کہ مسئلہ تثلیث کا خارج از عقل ہے صرف باشارات انجیل اس مسئلہ کا اعتقاد رکھتے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ مسئلہ خارج از عقل ہے تو علماء مسیحی کس کی عقل سے اس مسئلہ کی توضیح کرتے ہیں اور قیود لگا کر اپنے تئیں دقت میں ڈالتے ہیں ابتداءً کیوں نہیں کہتے کہ ہم اس مسئلہ کو خارج از عقل جانتے ہیں اسلئے کچھہ توضیح و تشریح نہیں کرسکتے جہلا کے بہکانے کو تمثیلیں دیکر اور قیدیں لگا کر توضیح بخوبی کریں گے اور جب ہر طرف سے اعتراض وارد ہوں گے تو فرمادیں گے کہ یہ مسئلہ خارج از عقل ہے ہم اسکو بیان نہیں کرسکتے حیف کی بات ہے کہ علماء مسیحی نے العیاذ باللہ حضرت مریم کو داخل دائرہ الوہیت کیوں نہ کیا اور چار اقنوم کس لئے نمانے اب۔ زوجہ۔ ابن۔ روح القدس۔ ذات یا وجود کا نام اب علم و حکمت کا نام ابن حیوۃ کا نام روح القدس رکھا زوجہ کا نام راحت و سرور رکھتے اور زوجیت روحانی کے قائل ہوتے یعنے یہ کہتے کہ علاقہ زوج اور زوجہ میں ایسا ہے کہ اسے بزوجیت تعبیر کرتے ہیں یعنے پیدا ہونا لڑکے کا بے استعانت انسانی روح القدس کے صدقہ سے اور باقی تمام تقریریں اسیطرح جاری کرتے بلکہ جناب پولوس مقدس کو بھی داخل حیطۂ الوہیت کرکے ایک اقنوم انکے زیادہ کرتے

اُس کا نام تلمذ رکھتے اور یہ توضیح کرتے کہ ایسا تلمذ نہیں جیسا انسان کو انسان سے ہوتا ہے بلکہ
وہ تلمذ روحانی ہے کہ بلا محاذات جسم بطور خاص بطفیل روح القدس حاصل ہوا اور اسے ہم تلمذ
روحانی تعبیر کرتے ہیں اور باقی تقریر سابق بعینہ اسمیں جاری فرماتے اور پانچ اقنوم مانکر وحدت
فی التخمیس کا اعتقاد کرتے بلکہ اگر سب حواریون کو بھی آلہ تسلیم کرکے اتحاد ذاتی کا اقرار کرتے
توان حواریون کو شکوہ نہ رہتا اسواسطے کہ ابن اللہ کا اطلاق انپہ بھی آیا ہے ایک ابن کے
واسطے اقنوم فرض کرنے سے باقی بیٹون کو باپ کی زندگی ہیں اس فیض سے محروم رکھنا بڑی
بات ہے اور اگر ان حواریون کے واسطے نئی اقنوم زیادہ کرتے تو اقنوم ابن کے ساتھ انسبکو
متحد کرکے اقانیم تین ہی رکھتے اور کہتے کہ جیسے اب تین کے ساتھ متحد ہے اور ایک ہے ابن
بھی بارہ کے ساتھ متحد ہے اور ایک ہے اور حضرت مریم کو اقنوم روح القدس سے متحد
کرتے کہ انہیں دونوں کی بدولت حضرت عیسیٰ نے وجود قبول کیا۔ اگر علماء مسیحی ایسا کرتے
تو یہ مسئلہ کچھ ممکن و موافق عقل ہو کر ساقط الاعتبار و غیر معتمد نہ ٹھہرتا بلکہ جب بھی محال اور
خلاف عقل رہتا اور نجات کو کافی ہوتا اور جیسے اشارات سے تثلیث کو نکالتے ہیں ویسے
ہی اشارات سے یہ بھی نکل سکتا تھا بلکہ اسکے استخراج کو اور بھی بہت اشارات انجیل میں موجود
ہو جاتے اعاذنا اللہ عن مثل ھذا الاباطیل والکفر خلاصہ سب تقریر کا یہ ہے کہ
علماء مسیحی کی اس تقریر بموجب حصر اقانیم کا تین میں نہیں رہتا ہے اب میں بطور نقض حالی
کے کہتا ہوں کہ مسئلہ تثلیث کا باطل ہے اسواسطے کہ اگر یہ مسئلہ صحیح اور ایمانی ہوتا اور نجات
اسی پر منحصر ہوتی تو ضرور تھا کہ انبیاء سابق اپنی امت کو اسکی تعلیم کرتے اور اسے بتصریح
و توضیح سرپک کے روبرو بیان کرتے اور کتب عہد عتیق سے ظاہر ہے کہ کسی نبی نے تثلیث
نہیں بیان کی بلکہ وحدت صرف کی تاکید کی بلکہ مسیح نے بھی تا وقت صلیب یہ مسئلہ بتصریح
و توضیح کبھی بیان نہیں فرمایا پس ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ باطل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ انبیاء سابق
کی نجات نہوتی باقی چہ سدا در معذب بعذاب ابدی رہیں مگر علماء مسیح سے کچھ بعید نہیں کہ قائل
ہو جائیں انبیاء کے معذب اور دوزخی ہونے کے اور دعوی کریں کہ مسیح انہیں دوزخ
سے اپنے ساتھ نکال لائے اور مارطروس کے قول سے استشہاد کریں اسلئے میں نقض

نسبت حواریون کے کرتا ہوں اس تقریر سے کہ اگر ایمان اس مسئلہ پر واجب و نجات اسی پر منحصر ہوتی تو مسیح صاف اور صریح تثلیث کی تعلیم کرتے اور تقریر مسلمہ مسیحیان حواریون کو سمجھاتے اور حواری بھی اس تعلیم کو صاف اور صریح بیان کرتے جیساکہ وحدت صرف کو بتاکید صاف اور صریح بیان کیا کرتے تھے نہ یہ کہ ایسے امر عظیم دینی کو ایسا معطل رکھتے کہ بعد حواریین کے مجتہدین مسیحیوں نے بدقت تمام اشارات رکیکہ سے نکالا اور لطف تو یہ ہے کہ جناب پولوس مقدس کو بھی یہ نہ سوجھی تھی جبکہ مسیح اور حواریون نے اس مسئلہ کو بیان نہ کیا تو معلوم ہوا کہ انکا یہ اعتقاد نہ تھا اسلئے کہ نبی اظہار عقائد ایمانی کے واسطے مبعوث ہیں چھپانے اور بہکانے کے لئے اور انبیاء کا یہ اعتقاد نہونا دلیل بطلان اس مسئلہ کی ہے اور جو علماء مسیحی نے اس مسئلہ میں مبنی علیہ ٹھیرایا ہے اور قیودات اور توضیح سے تطویل دی ہے مباحث آیت میں انپر تعرض کرونگا اور واضح رہے کہ ہرگز استخراج اس مسئلہ کا اشارات کتب مقدسہ سے ممکن نہیں بلا قرینہ صادقہ اپنے توہمات باطلہ سے غلطیاں کی ہیں صرف منع اور مطالبہ قرینہ کا اسکے ابطال کو کافی ہے اسلئے کہ علماء مسیحی نے اثبات اس مسئلہ کو اشارات کتب مقدسہ پر منحصر رکھا ہے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے دست بردار ہوئے ہیں مجھے بھی اسکے ابطال میں زیادہ طول غرض نہیں + کہ بدیہی البطلان ہے + اور معلوم کرنا چاہئے اگرچہ بیان مندرجہ مباحث ثلثہ واسطے ابطال تثلیث کی کافی ہے لیکن بنظر زیادہ ترپا سداری علماء مسیحی کی دلایل مفصلہ ذیل واسطے ابطال اس مسئلہ کے وارد کئے جاتے ہیں (١) یہ کہ جب ابن اور روح القدس کو اب سے لاہوت حاصل ہوا تو اب دونوں سے اکبر ہوا اور ابن روح القدس سے پس نفی اکبر ہونے کی اور قائل ہونا باتحاد ذاتی کس کی عقل سے علماء مسیحی نے اخذ کیا (٢) یہ کہ تولید بدون احتیاج کے متصور نہیں اور اتحاد محتاج اور محتاج الیہ کا محال پھر باوصف قول بتولید کے قایل ہونا اتحاد ذاتی کا کیوں کر مسلم رکھا (٣) یہ کہ قائل بتولید ہونا اور اطلاق ابن اور روح القدس کرنا اور پھر اتحاد ذاتی مسلم رکھنا مستلزم ہے ابن کے اَبْ اور اب کے ابن ہونے کو بلکہ روح القدس کے بھی اب ہونے کو اور لازم آتا ہے کہ ابن اَبْ کو تولید دے بلکہ روح القدس دونو کو تولید دے

وجہ ملازمت یہ ہے کہ جب ابن یا روح القدس بذات اب متحد ہوئے تو ابن اور روح القدس میں فاعلیۃ تولید پائی گئی اور جب آب متحد با بن ہوا تو اسمیں مفعولیۃ التولید پائی گئی پس آب تولید پاویگا ابن یا روح القدس سے اور یہ مستلزم انقلاب خواص کو ہے اور لازم آتا ہے کہ ہر ایک کا خاصہ خاصہ نہ رہے۔ (۴) یہ کہ اختلاف خواص و لوازم مستلزم ہے اختلاف ماہیۃ کو اور ملزوم کو ہیں با وصف اختلاف خواص و لوازم کے اتحاد ذاتی کے کسطرح قائل ہوتے ہیں (۵) یہ کہ قوۃ مولودہ بلا شبہ فضل ہے حالانکہ اقنوم ابن اس فضل سے معرا ہے اور بنقیضہ مفعولیۃ التولید موصوف پھر مساوات فی المجد و الفضل کہاں رہی (۶) یہ کہ اللہ میں لنفسہ ایک اقنوم کافی ہے یا نہیں بصورت اولی باقی اقنوم باطل ہیں اور بشکل ثانی واجب نہیں ہتا اسلئے کہ محتاج ہوا دو اقنوم باقی کا اور احتیاج منافی ہے وجوب وجود الوہیت کو (۷) یہ کہ ابن اور روح القدس میں بھی تین تین اقنوم لازم آتے ہیں اور لازم حسب اعتقاد مسیحیوں کے باطل فالملزوم مثلہ وجہ ملازمت کی یہ ہے کہ جب اقنوم ثانی او ثالث متحد بذات باری ہوئے تو جسطرح ذات باری میں تین اقنوم ہیں آب اور ابن میں بھی تین تین ہوے (۸) یہ کہ جیسا کہ اقانیم میں اتحاد فی الذات ہے اتحاد فی جمیع الصفات بھی ہے یا نہیں اگر ہے تو لازم آتا ہے کہ علم یعنی ابن موصوف بعلم و قدرۃ و جمیع صفات ہو وے فیتسلسل اور بھی لازم آتا ہے کہ اختلاف خواص بھی باقی نہ رہے اور جو اتحاد فی جمیع الصفات نہیں تو باعث اختلاف یا زیادہ شیئ فی ہیئۃ احد الاقانیم ہے یا نقصان شئی عن لاقنوم ہے اور یہ مبطل ہے اتحاد ذاتی کا اور مستلزم ترکیب ہے (۹) یہ کہ تینوا اقنوم موجود بوجود واحد ہیں اور متشخص بتشخیص واحد ہیں یا بوجودات و تشخصات متعددہ بصورت اولی اختلاف ایک کے کام کا دوسرے کے کام سے باطل و نیز امتیاز بعض بالنسبۃ الی بعض منتفی اور بشکل ثانی اتحاد ذاتی منتفی (۱۰) کہ اگر مسیح نام ہے مجموعہ بدن اور آلہ کا تو لازم آتا ہے حدوث اللہ کا اسلئے کہ ترکیب مستلزم احتیاج بعض جزا کو طرف بعض کے ہے پس مجموعہ ممکن ہوا اور احتیاج الی العلۃ اور جز علۃ کل کی ہوتی ہے وہ علۃ جمیع اجزا کی ہوتی ہے پس جیسا کہ جسم مسیح معلول ہوا الوہیتہ بھی معلول ہوئی اور جو چیز معلول اور محتاج الی العلۃ ہی حادث ہے اور اتحاد حادث کا بذات باری تعالی جلت شانہ و عم نوالہ محال فافہم و لا تتکلم

پہلی بحث اقنوم یعنی اصول کے بیان میں

عقیدہ علمائے مسیحی معلوم کرنا چاہئے کہ علمائے مسیحی سبات پر متفق ہیں کہ اللہ جسم نہیں ہے واحد حی عالم قادر عاقل ازلی سرمدی اکبر احنم خیر محض طویانی مرید صاحب ارادہ حافظ الموجودات ہے مرکب اور زمانی اور مکانی اور متغیر اور محول اور مضبوط نہیں ہے اسکا فضل بے انتہا ہے اور قبل وجود اشیا کے سب کا عالم تھا قادر ہے جمیع اشیا پر اگرچہ پیدا نہ کرے اسلئے کہ علم اور قدرت اسکی ذات سے ہے ابد سے یعنے علم و قدرت قدیم ہیں گو تعلقات حادث ہوں اور علم و قدرت بلکہ جمیع صفات عین ذات ہیں جسطرح قسیس فلبس نے تصریح کی ہے کہ جو صفات خلائق کو عرضی ہیں اللہ کو واجب لذاتہ ہیں اور جو صفات کہ خلائق کو موجود ہیں وہ غیر اور متفاصل ہیں اور صفات اللہ کی عین اور غیر متفاصل ہیں اور کوئی صفت نقصان کی اللہ میں نہیں ہر صفت اللہ میں افضل و اکمل ہے۔

بیان علمائے محمدی بطور جواب اب محتاج تشخیص اس امر کی ضرور ہے کہ فرض کرنا اقانیم کا مستلزم نقصان ذات باری ہے یا نہیں اقنوم کے فرض کو کوئی محال لازم آتا ہے یا نہیں میرے نزدیک محال ہے با بین اور **دلیل (۱)** یہ کہ فرض کرنا اقنوم ثانی کا مستلزم ہے جہل و نادانی اللہ کو اسواسطے کہ اقنوم ثانی کو علم و حکمت کہتے ہیں اور بمنزلہ صدو علمیت جانتے ہیں اور انتقال اسکا بدن مسیح میں مستلزم انفکاک عن ذات الباری ہے اور انفکاک مستلزم جہل و نادانی کو ہے اسلئے کہ مجسم اور مشکل یہ جسم مسیح ہونا کلمہ اور علم و حکمت کا بدن اشیا حقیقی اور انتقال کے متصور نہیں **دلیل (۲)** یہ کہ فرض اقنوم ثانی کا متلازم ہے ترکیب اور جسمیت اللہ کو اسواسطے کہ جب اقنوم ثانی یعنی کلمہ اور علم و حکمت مجسم ہوا جیساکہ قانون ایمان نیقیہ میں مذکور ہے وتجسد من روح القدس اور صفات اللہ کی عین ذات ہیں یا اس طرح کہو کہ اقنوم ثانی عین ذات اقنوم اول ہے پس بمقتضائے اتحاد ذاتی لازم آیا تجسد اور تجسیم اور ترکیب اللہ کی اور وہ حسب تشریحات مصرحہ کے محال ہے **دلیل (۳)** یہ کہ اقنوم ثانی مستلزم ہے کثرۃ اقانیم کو بحسب کثرۃ الصفات اسلئے کہ جمیع صفات حقیقۃ ثبوتیہ باہم برابر ہیں پس جیساکہ ایک صفت ثبوتی یعنی علم کو اقنوم علیحدہ فرض کرے تو لازم آتا ہے کہ اور سب صفات حقیقۃ ثبوتیہ کو بھی اقانیم علیحدہ فرض کرو ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی حالانکہ مسیحی تین سے زیادہ اقانیم کے قائل نہیں ہیں **دلیل (۴)** یہ کہ فرض کرنا

پہلی بحث اقنوم یعنی اصول کے بیان میں — بیان علمائے محمدی بطور جواب

اقنوم ثانی کا مستلزم تعدد ذات کو ہے اسواسطے کہ جب اقانیم کو بحسب خواص متمیز بالذات تسلیم
کیا اور تمیز مستلزم تعدد کو ہے پس لازم آیا کہ ہر ایک متمیز کو آلہ مانو **دلیل (۵)** یہ کہ قائل
ہونا اس امر کا خلق نے عصیان کیا اب نے ہلاکت اور عقاب ابدی کا ارادہ کیا ابن نے معارضہ
کیا اور مجسم ہو کر فہمایش کو آیا مستلزم حدوث اور بے حکمتی اب کو ہے اور یہی مستلزم تعدد اور
امتیاز حقیقی کو ہے ذات اب اور ابن میں اسواسطے کہ معارض میں مرجوح ہونا ارادہ
اب اور راجح ہونا ارادہ ابن کا دلیل بے حکمتی اور بے علمی مصالح پر ہے اور یہ علامت حدوث
کی ہے اور اسی طرح مستلزم تعدد اور امتیاز حقیقی کو ہے لیکن کیا عجب ہے کہ علماء مسیحی بے
حکمتی اور بے علمی کا التزام کریں اور کہیں کہ علم مجسم ہو کر علیحدہ ہوا اب بے علم رہا اسواسطے
کہ قول تثلیث اور بے علمی مساوی الاستحالہ ہیں جو اقوال علماء مسیحی درباب تثلیث باہم متناقض
ہیں اور انہیں دلیلوں سے صاحب استعداد دلائل کثیرہ استخراج کرسکتا ہے بدین لحاظ میں
زیادہ طول نہیں دیتا ہوں اور علماء مسیحی نے جو خیال فرمایا ہے کہ نسبتیں اور خواص چار
سے متجاوز نہیں ہوتے یہ خیال خام ہے میں بہت نکال دوں دیکھو منجملہ خواص یہ ہوسکتا
ہے مثلاً ابن کے خواص سے قبول دینونت اور غلبہ علی الاب فی المعارضۃ اور معاذ اللہ
ملعون ہونا اور معاذ اللہ من ذلک مصلوب ہونا اور معاذ اللہ من ذلک جہنمی ہونا قبول
جسمیہ کے بدولت اور اسی طرح اب میں مثلاً تفویض دینونت مغلوبیۃ عن الابن فی الارادہ
علی ہذا القیاس اور نکالتے جاؤ اور نسبت نکالنا تو بہت ہی سہل ہے کہ ذات کو مع ایک خاصہ
کے ایک نسبت دو اور ذات کو مجموعہ دو خواص کے ساتھ اور نسبت دو اسی طرح مجموعات
غیر متناہی نکالو مثلاً کہو فاعلیۃ الملعونیۃ اب میں پائی جاتی ہے اور فاعلیۃ التجسید
والملعونیۃ دوسری نسبت ہے وھکذا الی ما لا نہایۃ لہ اور یہی دلایل بہ نسبت فرض
اقنوم ثالث جاری ہیں اور اسکے استحالہ فرض پر دال ہیں۔

دوسری بحث اقنوم ثانی کے بیان میں۔ معلوم ہووے کہ تشریح و توضیح اقنوم
ثانی کے مقدمہ میں مذکور ہوئی اب مجھے تشخیص اس امر کی ضروری ہوئی کہ تولید اقنوم ثانی
کی اقنوم اول سے اور مجسم اور منتقل ہونا اسکا بدن مسیح میں ممکن ہے یا محال میرے

نزدیک محال ہے اولاً اسواسطے کہ مستلزم اقانیم غیر متناہیہ کو ہے وجہ ملازمت یہ ہے کہ ابن کو بھی علم ضرور ہے اسکے واسطے بھی ایک صورت علمیہ چاہیے اسلیے کہ علم صفت کمال ہے اور ثبوت ہر صفت کمال کا ابن کو ضرور ہے پس چاہیئے کہ اقنوم ثانی اسکو تولید دے اور یہ صورت علمیہ ابن الابن اور اقنوم ثالث ٹھہرے اسی طرح اسمیں کلام کریں گے کہ اسکو بھی علم ضرور ہے اسلیئے کہ صفت کمال ہے اور وہ صورت علمیہ تولید یا دے گی اقنوم ثالث یعنے ابن الابن سے اور ابن ابن الابن کہلا ویگا و ھکذا الی ما لانہایۃ لہ۔ بلکہ لازم آتا ہے کہ روح القدس بھی غیر متناہی نکلیں اور سب اقانیم الٰہی ٹھیریں اسواسطے کہ ہر اب اور ابن ایک روح القدس نکلے گا۔ ثانیاً اسواسطے کہ فرض اقنوم ثانی مستلزم جہل الٰہی یا دور یا تسلسل کو ہے وجہ ملازمت یہ ہے کہ تولید اقنوم ثانی کی اقنوم اول سے بلاسبق علم یا بہ سبق علم شق اول مستلزم جہل کو ہے اور شق ثانی پر پوچھیں گے کہ وہ علم عین اقنوم ثانی ہے یا غیر اول مستلزم دور کو ہے اور ثانی مستلزم تسلسل کو کہ پھر اس میں کلام کیئے جاویں گے کہ علم العلم بہ سبق علم مغائر متولد ہوا و ھکذا الی ما لانہایۃ لہ۔

ثالثاً اسواسطے کہ مجسم اقنوم ثانی یعنی صفت علم کا مستلزم ہے وجود استقلالی کو اور وجود استقلالی صفت کا بداہتہ محال پس مجسم ہونا صفت علم یعنے اقنوم ثانی کا بھی محال ہے علی ہذا القیاس ہزاروں دلیلیں ابطال کی اصول موضوعہ مسیحیوں پر وارد ہو سکتی ہیں صاحب استعداد اصول مذکورہ مقدمہ پر نظر رکھیں اور دلایل ابطال نکالتا جائے۔ اب اقوال علماء مسیحی ملاحظہ ہوں کہ بارائیس جو قسیس اسکندریہ بعہد قسطنطین ۳۲۵ء میں تھا اقنوم ابن کو حادث اور مخلوق اور موجود علیحدہ او کمتر تسلیم کرتا تھا اور اعتقاد رکھتا تھا کہ اب قدیم اور ابن جسکو کلمہ کہتے ہیں حادث اور اب نے بتوسط ابن آسمان و زمین جملہ اشیا پیدا کیں پھر ابن نے روح القدس اور بطن مریم سے ظہور پکڑا اور مسیح کہلایا اور ابن افضل مخلوقات ہے اور مسیح مجموعہ حکمت اور بدن کا ہے کہ یہ دونو حادث ہیں اور یونومیاں اور بھی ایریسیس اور لوسیلیان وغیرہ فرقوں کا بھی اسی پر ایمان رہا اور فرقہ ارتمن الوہیت مسیح کا منکر ہے پس معلوم ہوا کہ عیسائیوں میں بھی یہ اصول ایمان نہیں ہے۔

تیسری بحث اقنوم ثالث کے بیان میں

معلوم کرنا چاہیئے کہ تشریح اقنوم ثالث کی بھی پہلے گذر چکی ہے اب تشخیص اس امر کی چاہیئے کہ تولید اسکے اب اور ابن سے ممکن ہے یا محال میرے نزدیک بچند وجہ محال ہے +

وجہ اول یہ کہ جب اب اور ابن سے اسکی تولید ہوئی اور دو کی طرف احتیاج فی التولید ہوئی تو قدیم نہیں ہوسکتی جب قدیم اور مستغنی عن المولد نہیں تو اتحاد بذات باری بھی نہیں +

وجہ دوم کہ اب اور ابن تولید دینے میں مستقل ہیں یا غیر مستقل بلکہ مجموعہ من حیث المجموعہ کو استقلال فی التولید ہے اول مستلزم ہے تحصیل حاصل کو ثانی مستلزم نقص اب اور ابن کو ہے

وجہ سوم یہ کہ جس مرتبہ ذات میں اب نے ابن کو تولید دی اس مرتبہ میں روح القدس کی تولید بھی ہوئی تھی یا نہیں بلکہ اس مرتبہ کے بعد تولید ہوئی شق اول پر تولید اقنوم ثالث کی خاص اب سے لازم آئی نہ اب اور ابن سے اور شق ثانی پر لازم آتا ہے تعطل اقنوم اول کا عن ایجاد الاقنوم الثالث و تولیدہ فی مرتبۃ الذات و تاخر الاقنوم الثالث عن الاقنوم الاول بمرتبتین و ہو ینافی شان الالوہیۃ و خلاف معتقداتہم +

وجہ چہارم یہ کہ اگر روح القدس کی تولید اور انبثاق اسد یعنے اقنوم اول سے ہو تو اقانیم غیر متناہیہ اور روح القدس غیر متناہی لازم آ دین گئے وجہ ملازمت یہ ہے کہ روح القدس جب خود آلہ ہوا تو ضرور ہوا کہ وہ بھی منبثق ہو اور اپنے مشابہ کو تولید دے کہ وہ بھی روح القدس کہلاوے ورنہ الوہیت روح القدس و اتحاد بذات الہی باطل ہو اسی طرح اسمیں کلام کریں گے کہ روح القدس ثانی بھی آلہ ہے وہ بھی منبثق ہو وھکذا الی غیر النہایۃ اور واضح رہے کہ منشا ان جمیع ایرادات اور استحالات کا یہ ہے کہ علماء مسیحی باوصف قول باتحاد ذاتی کے تولیدات اور خواص اور نسب سے تینوں اقنوموں کو متمیز کرتے ہیں اور مورد آفات ٹھہرتے ہیں اور واضح رہے کہ جب ہم ذات اللہ تعالی میں کثرت اقانیم باطل کر چکے تو ہم کو ابطال اقنوم ثانی اور اقنوم ثالث کی بخصوصہ کچھ حاجت نہ رہی لیکن اتمام حجت کو انہیں کی مسلمات پر گفتگو کی جاتی ہے کہ کوئی عذر باقی نہ رہے۔ خداوند تعالی اپنے فضل اور کرم سے بطفیل حضرت خاتم النبیین رسول رب العلمین

وشفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کے ہم جمیع اہل اسلام واہل کتاب کو وہ افعال واقوال حمیدہ مرحمت فرمائے جسمیں وہ خوشنود ہو۔ آمین ثم آمین والحمد للہ الذی ذی الانعام والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ سید الانام واصحابہ الکرام وعلی من اتبع الہدی

تــــــــمــــــــت

نحمد للہ علی توفیقہ ونسالہ ہدایۃ طریقہ ونصلی علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بعد حمد وصلوٰۃ کے خادم الفقراء والعلماء حاجی محمد مصطفی بن حاجی احمدیار صاحب مرحوم قریشی فاروقی کہتا ہے کہ میرا مدت دراز سے ارادہ تھا کہ کوئی کتاب مختصر درباب نصاری کے دستیاب ہو تاکہ اسکو واسطے افادۂ عام وخاص گروہ اہل اسلام کے انطباع کرایا جاوے ناگاہ رسالہ الستی کا مقالہ مسمی بہ صمصام البشیر تالیف ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ مروج قواعد دین متین حامی شریعت حضرت رسول العالمین مولانا مولوی محمد بشیر الدین صاحب دام فیضکم دہلوی کا میری نظر سے گزرا مدعا دلی حاصل ہوا۔ لہذا حسب ایفاء وعدہ اپنے کے اور استدعاء مولانا صاحب موصوف کے رسالہ مذکور مطبع افتخار دہلی مین چھپوایا تاکہ گروہ اہل اسلام اپنی اولاد کو بذریعہ اسکے فریب پادریون سے بچاوے جب کہ یہ کتاب چھپی اور شہرت ہوئی تو بہت تھوڑے عرصہ مین جتنی چھپی تھی سب فروخت ہوگئی اور کوئی نسخہ باقی نہین رہا تو صحب یکرنگ دوست خوش آہنگ مرزا محمد بیگ صاحب دہلوی مترجم جواہر خمسہ فارسی محمد غوث گوالیاری مینیجر مطبع مجتبائی دہلی نے بغرض اضافۂ فوائد ضروریہ وحواشی مفیدہ اور نیز اسکی نظر ثانی کے لیے درخواست کی سو بینے انکی استدعاء کے موافق نظر ثانی کرکے جا بجا سے درست کیا اور نیز کئی مضمون مفید اسمین بڑھائے اور بعض الفاظ جو مشکل تھے ان کا ترجمہ حاشیہ پر لکھدیا غرضکہ یہ کتاب اب بہمہ جہت مرتب اور مکمل ہوگئی

جملہ مہتممان مدارس اسلامیہ کو لازم ہے کہ یہ کتاب جو پادریون کے باطل عقیدہ کا ابطال خوب ثابت کرتی ہے ضرور کسی جماعت کی خواندگی مین شامل کرین اور امتحان لیا کرین اور جن طلباء کو مناسب جانین انعام مین بھی تقسیم کیا کرین فقط

الحمد للہ علی احسانہ کہ نسخہ صمصام البشیر مع ازدیاد مضامین مفیدہ حسب ایمائی جناب مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب بماہ شعبان ۱۳۱۱ھ در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید۔

اعلان

بفضلہ تعالی اس مطبع مجتبائی دہلی مین ہر قسم کی کتابین اور قرآن شریف۔ حمائل سادہ مترجم ایک اشرفی فی غلطی انعام والی اور کتب دینیات عربی و فارسی اردو و کتب درسیہ مدارس عربی۔ اسلامی۔ و نیز کتب سرکاری سر رشتہ تعلیم و کتب مصنفہ علمائے متقدمین و متاخرین و نیز از تصنیفات حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ و حضرت مولانا شاہ عبد العزیز و مولوی محمد قاسم صاحب و حضرت نواب قطب الدین خان صاحب رحمہم اللہ تعالی و دیگر علمائے نامدار و پیران کامگار و کتب مطبوعہ ہر امصار و بلاد مثل مصر بیروت بمبئی کلکتہ پٹنہ آرہ کانپور بریلی میرٹھ وغیرہ وغیرہ و کتب علوم و فنون مختلف مثل طب لغات ہیئت ہندسہ ریاضی جبر و مقابلہ تواریخ جغرافیہ طبعیات مناظرہ مباحثہ فقہ اصول حدیث تفسیر معانی بیان منطق فلسفہ عروض قوافی صرف نحو قصص دواوین وغیرہ فروخت کے لیے موجود ہین جس صاحب کو ضرورت ہو مطبع ہذا سے طلب فرمائین ہر صاحب کی فرمائش کی تعمیل بذریعہ نوٹ یا نقد یا ویلیو پے ایبل ہوگی ۱۲

محمد عبد الاحد مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی ماہ فروری سنہ ۱۹۰۴ عیسوی